از: مبشر علی حسن نندن پوری

# فلسفہ عقل و خرد

عنوان پر غور کرنے کے بعد ذہن اس طرف مرتکز ہو تا ہے کہ عقل ہے کیا؟ اس کا استعمال مفکرین کے حوالے سے (ان کی افکار و آراء کی مدد سے) پیش خدمت ہے۔ بعض علماء نے عقل کی تعریف یوں کی ہے کہ

عقل انسان کے اندر ایک ایسی چیز کا اضافہ ہے کہ اس اضافہ کی بدولت انسان اپنے آپ کو کنٹرول کر سکتا ہے اپنے آپ کو جتنا چاہے روک سکتا ہے کام کرنے سے پہلے سوچتا ہے کہ اسے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں؟ یہ جو روکنے یا باندھنے والی چیز ہے اور کام کی طرف لگانے یا اس سے ہٹانے والی قوت ہے اسی کو عقل کہتے ہیں (ماخوذ از تشریحات عقل و فطرت)

## علامہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں:

"عقل تو ایک شمع ہے جو انسانی زندگی کے راستوں کو روشن کرتی ہے اور انسان کو غور و فکر فراہم کرتی ہے اگر انسان عقل سے کام نہ لے تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی شمع گل کردے اور تاریکی میں چلنے لگے"

## دنیا کے سب سے بڑے مفکر حضرت صادق و المصدوق علیہ الصلوۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:

"دین المرء عقله من لا دین له لا عقل له"

انسان کا دین اس کی عقل ہے اور جس کا کوئی دین نہیں اس کی کوئی عقل نہیں۔ (کنوز الحقائق)

اب تھوڑا سا تبصرہ اس کی اہمیت پر ملاحظہ فرمائیں:

## عقل کی اہمیت کیا ہے؟:

عقل عطیہ الٰہی ہے جس کی مدد سے حضرت انسان مظاہر کائنات اور اسرار حیات پر تفکر و تدبر کرتا ہے اپنے اس تعقل و ادراک اور اپنی قوت فکریہ کی بدولت دیگر مخلوقات سے اعلیٰ و بالا، افضل و برتر، اور لائق و فائق بنا۔ نیز اشرف المخلوقات کی صفت سے بھی اسی وجہ سے متصف ہوا ہے۔

عقل ہی کی وجہ سے انسان نے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں تخلیقی کام سرانجام دیئے، تعلیم و صنعت میں کمال درجے کی ترقی کی۔ سائنس و ٹیکنالوجی میں حیرت انگیز ایجادات کا موجد بنا۔ فضا میں پروازیں کیں۔ تحت الثریٰ میں غوطہ زن ہوا، چاند کو مسخر کرنے کے بعد دیگر سیاروں پر رسائی حاصل کرنے کی شب و روز کی ہر گھڑی ہر لمحے کوشش و کاوش جاری و ساری ہے گویا کہ معلوم یہ ہو رہا ہے۔

ہر خاکی و نوری پر حکومت ہے خرد کی
باہر نہیں کچھ عقل خداداد کی زد سے

## عقل کو کیوں استعمال کرنا چاہیے؟:

اسے اس لیے استعمال کرنا چاہیئے چونکہ اسی کی بدولت ہدایت و ضلالت کی شناخت ہوتی ہے اسی کی مدد سے معرفت الہیہ سے فیض یاب ہوا جاتا ہے اسی کی بنا پر آفاق و انفس کے سربستہ رازوں سے شناسائی، مظاہر قدرت و فطرت ان کے حسین اور روح پرور نظاروں سے واقفیت اور پہچان حاصل ہوتی ہے۔

ویجعل الرجس علی الذین لا یعقلون (یونس:۱۰۰)

حقیقی پروردگار عالم نے اسے استعمال کرنے کی ترغیب دی ہے چنانچہ آپ جگہ جگہ قرآن مجید میں افلا ینظرون — افلا یعقلون — افلا یتذکرون کے الفاظ پڑھتے ہوں گے ان سے یہی مراد ہے کہ تم اپنی عقل استعمال کرو چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے اوصاف میں ارشاد فرماتے ہیں۔ "والذین اذا ذکروا بایات ربھم

لم یحرو علیھا صما و عمیانا" (الفرقان:۷۳)

اور وہ لوگ جب انہیں ان کے رب کے حکموں کی نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

(بلکہ سوچتے ہیں غور و فکر، سوچ و بچار اور عقل سے کام لیتے ہیں)

کتب احادیث میں ایک باب "باب الحذر و التانی فی الامور" کے نام سے پڑھا جاتا ہے جس میں معاملات میں فہم و ادراک اور غور و فکر سے کام لینے کی ہدایات وارد ہوئی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

کہ کسی کی نماز، روزہ کو نہ دیکھو بلکہ اس کے معاملات پر توجہ کرو (اگر وہ ٹھیک چل رہے ہیں تو سمجھ لیں کہ عقل سے صحیح کام لیا جارہا ہے)

عقل نہ استعمال کرنے والا اللہ کے ہاں ایک چوپایا ہے جو انسان کی شکل میں زمین پر چل پھر رہا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ان شر الدواب عنداللہ الصم البکم الذین لا یعقلون

## اسے کہاں استعمال کرنا چاہیے؟:

اسے امور دنیا، اسلامی فکری اجتہادات، مظاہر قدرت، اسرار حیات، معاملات، تخلیق کائنات اور عمل تخلیق کل حیوانات، نباتات، جمادات اور تسخیر کل مخلوقات وغیرہ وغیرہ میں استعمال کرنا چاہیے صرف اسے اللہ کے متعلق استعمال نہیں کرنا چاہیے چنانچہ اس کے متعلق حضور ﷺ اس طرح ارشاد فرماتے ہیں۔

تفکروا فی خلق اللہ ولا تتفکروا فی اللہ فانکم لن تقدروا (رواہ ابو نعیم)

تم اللہ کی مخلوقات کے بارے میں غور و فکر کرو لیکن اللہ کی ذات میں نہ کرو کیونکہ تم اس کی قدرت کا اندازہ نہیں کرسکتے۔

اللہ تعالیٰ کو پہچاننے میں تو اسے ضرور استعمال کرنا چاہیے لیکن وہ کہاں ہے کیسے

ہے" اس قسم کی جزئیات میں عقل کو قطعاً استعمال نہیں کرنا چاہیے ایسا ہی حال کچھ دیگر ایمانیات کے ساتھ ہے چنانچہ علامہ ابن خلدونؒ لکھتے ہیں:

"مسئلہ توحید، آخرت اور نبوت کو عقل کی میزان میں تولنا ایسا ہی ہے جیسے سنار کے کانٹے سے پہاڑ کی جسامت و ضخامت کا وزن کرنا" (مقدمہ ابن خلدون)

ایمانیات کے سلسلہ میں عقل کی بجائے وحی الہٰی سے حاصل شدہ صداقت پر ایمان بالغیب ہی رکھا جائے اسی میں انسانی فوز و فلاح ہے۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے مومنین کی صفات میں ذکر فرمایا ہے۔

"الذین یومنون بالغیب" الخ (البقرہ)

اسی کے متعلق علامہ اقبالؒ اس طرح فرماتے ہیں:

"تجربہ بتاتا ہے کہ عقل کے ذریعہ حاصل شدہ صداقت دلوں میں وہ زندہ ایمان پیدا کرنے سے قاصر ہے جو وحی الہٰی کے ذریعے حاصل شدہ صداقت پیدا کر سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ مجرد افکار زندگی پر بہت کم اثر انداز ہوئے ہیں لیکن مذہب نے افراد کو رفعت اخلاق تک پہنچا دیا اور معاشروں کو تبدیل کر ڈالا"

## اسے کیسے استعمال کرنا چاہیے؟:

انسان اگر عقل کے دائرہ میں رہ کر عقل سے کام لے تو یہ عقل ہے۔ اسے استعمال کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ کہیں یہ وحی کے مخالف تو نہیں اگر کہیں تضاد ہو رہا ہو تو پھر بالادستی وحی کو حاصل ہوگی وحی کو ہمیشہ عقل پر مقدم ہی رکھا جائے گا عقل کا استعمال وحی کے تابع رکھ کر ہی کیا جانا چاہیے اسی میں فلاح کا راز مضمر ہے۔

## اس کے استعمال سے بگاڑ کیوں پیدا ہوتا ہے؟:

اس کے استعمال سے بگاڑ اس لیے پیدا ہو جاتا ہے چونکہ لوگ عقل کی تمام تر خوبیوں کو خوب سے خوب تر کی حیثیت سے عالی مرتبہ تک بیان کر رہے ہیں جتنی اس کی صلاحیت ہوتی ہے اس کو اتنا بڑھا دیا جاتا ہے جس سے نتیجتاً اعتدال کی راہ گم ہو جاتی

ہے۔اس طرح کی مبالغہ آرائی سے عامۃ الناس عدم توازن کا شکار ہو جاتے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ چونکہ عوام الناس وحی کی تعلیمات سے واقف نہیں ہوتے اس لیے ہر نئی چیز کو قبول کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو ان کے ذہن میں آئے کرتے چلے جاتے ہیں جیسا کہ ایک صاحب نے لکھ بھی دیا ہے۔

چلا جاتا ہوں ہوتا ہے جدھر دل کا اشارہ
نہ منزل ہے کوئی نہ کوئی کاروان میرا

تیسری وجہ یہ ہے کہ اس کا استعمال بہت کم کیا جاتا ہے۔دو انتہائیں ہیں۔ایک بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں حتیٰ کہ عقل کل کے مالک بن بیٹھتے ہیں یہ فلاسفہ و متکلمین کا گروہ ہے اور دوسرے بہت کم استعمال کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ انسان کو حقیر سی مخلوق خیال کرتے ہیں وہ صوفیاء حضرات کا گروہ ہے۔اس میں احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس میں توازن کو برقرار رکھا جائے عقل سفر کرے تو وحی کی امامت میں تو پھر کوئی بگاڑ پیدا ہوگا نہیں۔اقبالؒ خوب فرماتے ہیں:

عقل بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں
رہنما ہو ظن و تخمین تو زبوں کار حیات

اسی وجہ سے مغربی فلاسفہ و سائنسدانوں کے ایجاد کیے ہوئے انسانی نظریات کیمونزم اور سیکولرزم کی شکل میں آج دنیا میں تباہی کا سامنا کرتے ہوئے صفحہ ہستی سے بستہ گول کر رہے ہیں حالیہ اطلاعات کے مطابق ان کے ایجاد کرنے والوں سٹالن اور مارکس وغیرہ کی قبروں پر (پتہ چلا ہے کہ) لوگ جوتے مار رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہمیں خدائے واحد سے دور رکھا۔

انسان جب کوئی نظریہ قائم کرتا ہے تو پھر بھی انسانی کمزوری کے باعث کوئی نہ کوئی پہلو تشنہ رہ جاتا ہے جو رفتہ رفتہ پرورش پانے سے بالآخر تباہی کا شکار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سید مودودیؒ لکھتے ہیں۔

"انسان اپنی خلقی کمزوری کی وجہ سے اس پورے عرصہ حیات پر بیک وقت ایک متوازن نظر نہیں ڈال سکتا اسی بنا پر انسان اپنے لیے خود زندگی کا کوئی ایسا راستہ بھی نہیں بنا سکتا جس میں اس کی ساری قوتوں کے ساتھ انصاف ہو۔ اور اس کی تمام خواہشوں کا ٹھیک ٹھیک حق ادا ہو جائے۔ اس کے سارے جذبات و رجحانات میں توازن قائم رہے اس کے سبب اندرونی اور بیرونی تقاضے تناسب کے ساتھ پورے ہوں اس کی اجتماعی زندگی کے تمام مسائل کی مناسب رعایت ملحوظ ہو اور ان سب کا ایک ہموار اور متناسب حل نکل آئے جبکہ مادی اشیاء کو بھی شخصی اور تمدنی زندگی میں عدل، انصاف، اور حق شناسی کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے لیکن جب انسان خود اپنا رہنما اور اپنا شارع بنتا ہے تو حقیقت کے مختلف پہلوؤں سے کوئی ایک پہلو، ضرورتوں میں سے کوئی ایک ضرورت حل طلب مسئلوں میں سے کوئی ایک مسئلہ اس کے دماغ پر اس طرح مسلط ہو جاتا ہے کہ دوسرے پہلوؤں اور ضرورتوں اور مسئلوں کے ساتھ بالارادہ یا بلا ارادہ بے انصافی کرنے لگتا ہے اور اس کی اس رائے کے زبردستی نافذ کیے جانے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زندگی کا توازن بگڑ جاتا ہے اور وہ بے اعتدالی کی کسی ایک انتہاء کی طرف ٹیڑھی چلنے لگتی ہے پھر جب یہ ٹیڑھی چال اپنے آخری حدود پر پہنچتے پہنچتے انسان کے لئے ناقابل برداشت ہو جاتی ہے تو وہ پہلو اور وہ ضرورت اور وہ مسائل جن کے ساتھ بے انصافی ہوئی تھی بغاوت شروع کر دیتے ہیں کہ ان کے ساتھ انصاف ہو مگر انصاف پھر بھی نہیں ہوتا کیونکہ پھر وہی عمل رونما ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک جو سابق بے اعتدالی کی بدولت سے سب سے زیادہ دبایا گیا تھا انسانی دماغ پر حاوی ہو جاتا ہے اور اسے اپنے مخصوص مقتضی کے مطابق ایک خاص رخ پر لے جاتا ہے جس میں پھر دوسرے پہلوؤں اور ضرورتوں اور مسئلوں کے ساتھ بے انصافی ہونے لگتی ہے اس طرح انسانی زندگی کو کبھی سیدھا چلنا نصیب نہیں ہوتا ہمیشہ وہ ہچکولے کھاتی رہتی ہے اور تباہی کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے کی طرف ڈھلکتی چلی جاتی ہے تمام وہ راستے جو خود انسان

نے اپنی زندگی کے لئے بنائے ہیں خط مختی کی شکل میں واقع ہیں غلط سمت سے چلتے ہیں اور غلط سمت پر ختم ہوکر پھر کسی دوسری غلط سمت کی طرف مڑ جاتے ہیں"
(تفہیم القرآن جلد اول ص ۴۵۲)

## عقل پرستوں کی اصل غلطی:

عقل پرستوں کی اصل غلطی یہ ہے کہ وہ عقل کے دائرہ کار کو نہیں سمجھ سکتے اپنی عقل کلی کی بنیاد پر نظریات ایجاد کرتے ہیں اور الہامی ہدایت کو قبول نہیں کرتے تو نتیجہ تباہی کی صورت میں ہی ہوتا ہے کچھ ان کے فلاسفہ مثلاً ڈارون جیسے عقل کی تحقیر کرتے رہے اور واٹس جیسوں نے ویسے ہی ذہنی شعور کا انکار کردیا تو یہ سب الہامی ہدایت کی عدم قبولی سے عدم توازن کا شکار رہے۔

بعض ان میں سے یہ بات تسلیم کرتے رہے کہ عقل کا دائرہ کار ماورائے مادہ نہیں مثلاً جرمن کے معروف فلاسفر عمانویل کاؤنٹ نے یہ ثابت کیا ہے۔

"کہ عقل انسانی کا دائرہ کار مادی حقائق ہیں اسکو ماورائے مادہ کی پرواہ نہیں ہے اس کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ مذہبی معتقدات اور عالم غیب کی قوتوں کی تردید عقلاً درست نہیں ہے"

علامہ اقبالؒ نے بھی ان کو یہی ہدایت کی ہے۔ فرماتے ہیں:

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغ راہ ہے منزل نہیں ہے

لیکن ابھی تک وہ عقل کی وادیوں میں ہی گھوم رہے ہیں چنانچہ اقبالؒ تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"آج ہر چشم بینا اور ذہن رسا اس صورت پر ماتم کناں ہے مگر کچھ لوگ ہیں جن کی آنکھیں ظاہری چمک دمک میں خیرہ ہوچکی ہیں جن کی بصارت ماؤف ہوچکی ہے وہ بدستور بدمستی میں ہیں وہ نیند کے مارے ابھی تک نہیں چونکے"

علامہ اقبالؒ نے ان کے نظام تعلیم پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا ہے:

مدرسہ عقل کو آزاد تو کرتا ہے مگر
چھوڑ جاتا ہے خیالات کو بے ربط و نظام

دور جدید کے سائنسدان اب اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے نظر آتے ہیں چنانچہ دور جدید کا سب سے بڑا سائنسدان آئن سٹائن لکھتا ہے۔

"یہ اقدار (مذہبی احکام) تجربات کے بعد وضع نہیں کی گئی بلکہ یہ مقتدر ہستیوں کی وساطت سے بذریعہ وحی و الہام حاصل ہوئی ہیں ان کی بنیاد عقل انسانی نہیں ہے تاہم وہ تجربہ کی کسوٹی پر پوری اترتی ہیں اس لیے صداقت کہتے ہی اسے ہیں جو تجربات سے درست ثابت ہو"

بحوالہ: Out of My later Days. By Einstion New Yourk.

چنانچہ حالیہ چھپنے والے لٹریچر میں یہ عقل پرست قوم پرست طبقہ اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

زیر نگیں عقل ہے عالم آب و خاک باد
عقل کا عجز ہے عیاں فکر کے شیشہ خانہ میں

آج کل ہمارے ہاں جو طبقہ مغرب سے تعلیم پاکر آتا ہے وہ وہی خباثت یہاں آکر پھیلانی شروع کردیتے ہیں کہ بس اب کسی الہامی ہدایت کی ضرورت نہیں ہر کام، ہر حکم، ہر ضابطہ اپنی عقل سے تیار کیا جائے گا میرا ان کے لئے مشورہ یہ ہے کہ ایسی باتیں کرنے سے قبل فرنگیوں کی اس کاوش کے متعلق علامہ اقبالؒ کی تعلیمات کا مطالعہ کرلینا چاہیے وہ فرماتے ہیں:

عشق ناپید و خردمی گردش صورت مار
عقل کو تابع فرمان نظر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا

آج تک فیصلہ نفع و ضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی شب تاریک سحر کر نہ سکا
وہ علم کم بصری، جس میں ہمکنار نہیں
(تجلیات کلیم و مشاہدات حکیم)

## سبیل ہدایت:

اس وقت دنیا میں جتنے بھی نظریات پرورش پا رہے ہیں ان کے متعلق ہمارا رویہ یہ ہونا چاہیے کہ اگر انہیں فی الواقع وحی الٰہی کی تائید حاصل ہے تو پھر سر آنکھوں پر بصورت دیگر جو ان سے سلوک کرنا چاہیے وہ کر دیجئے (ہرگز قبول نہ کریں) کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ

نہ جس جا بھی روشنی پیدا
مستنیر جبین جرائیل ! ! !

## حقیقی عقلمند کون ہوتا ہے؟

صحیح عقلمند وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو پہچانے اور وہ اعمال کرے جو اسے مرنے کے بعد کام آنے والے ہیں اس کے برعکس جاہل وہ ہے جو اپنی خواہشات نفسانی کی تکمیل تک تگ و دو کرتا رہتا ہے "الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت"

اللھم انا نسئلک رحمۃ من عندک تھدی بھا قلوبنا۔